بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعود حَکم ربانی کا ریویو

اور

اپنی جماعت کیلئے ایک نصیحت

فریقین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ مباحثہ مندرجہ عنوان کے پیش آنیکی وجہ یہ تھی کہ مولوی عبد اللہ صاحب احادیث نبویہ کو محض ردّی کیطرح خیال کرتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ پر لاتے ہیں جنکا ذکر کرنا بھی سوء ادب میں داخل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب نے انکے مقابل پر یہ حجت پیش کی تھی کہ اگر احادیث ایسی ہی ردّی اور لغو اور ناقابل اعتبار ہیں تو اس سے اکثر حصّے عبادات اور مسائل فقہ کے باطل ہو جائینگے کیونکہ احکام قرآنی کی تفاصیل کا پتہ حدیث کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے ورنہ اگر صرف قرآن کو ہی کافی سمجھا جائے تو پھر محض قرآن کے رو سے اس پر کیا دلیل ہے کہ فریضہ صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور باقی تین نمازیں چار چار رکعت ہیں یہ اعتراض ایک بر وقت پیرایہ میں ہے گو اپنے اندر ایک غلطی رکھتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس اعتراض کا مولوی عبد اللہ صاحب نے کوئی شافی جواب نہیں دیا محض فضول باتیں ہیں جو لکھنے کے بھی لائق نہیں ہاں اس اعتراض کا نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ مولوی عبد اللہ صاحب کو ایک نئی نماز بنانی پڑی جسکا جمیع اسلام کے فرقوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا انہوں نے التحیات اور درود اور دیگر تمام ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں درمیان سے اڑا دیں اور انکی جگہ صرف قرآنی آیتیں رکھ دیں ایسا ہی اور بہت کچھ نماز میں تبدیلی کی جسکے ذکر کی اسجگہ ضرورت نہیں اور شاید مسائل حج و زکوٰۃ وغیرہ میں بھی تبدیلی کی ہوگی لیکن کیا یہ سچ ہے کہ حدیثیں ایسی ہی ردّی اور لغو ہیں جیسا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے سمجھا ہے معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

تفریط کی فریق اول یعنی مولوی محمد حسین صاحب اگرچہ اس بات مین سچ پر ہین کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہین ہین کہ انکو ردی اور لغو سمجھا جائے لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اُس بلند مینار پر چڑھاتے ہین جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پروا نہین کرتے اور حدیث کے قصہ کو اُن قصون پر ترجیح دیتے ہین جو کتاب اللہ مین بتصریح موجود ہین اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت مین مقدم سمجھتے ہین اور یہ صریح غلطی اور جادۂ انصاف سے تجاوز ہے اللہ جلّشانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ یعنے خدا اور اُسکی آیتون کے بعد کس حدیث پر ایمان لائینگے ۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو سکے اُسکو رد کر دو اور اس حدیث مین ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیۃ سے مترشح ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالی آیۃ ممدوحہ مین اس بات کیطرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس امت پر آنیوالا ہے کہ جب بعض افراد اس اُمت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثون پر بھی عمل کرینگے جنکے بیان کردہ بیان قرآن شریف کے بیانات سے مخالف و معارض ہونگے ۔ غرض یہ فرقہ اہلحدیث اس بات مین افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہین اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثون کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے مگر وہ اسبات پر راضی ہو گئے کہ خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دیدین اور اسبات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثون کو جنکے بیانات کتاب اللہ سے مخالف ہین یا تو چھوڑ دین اور یا اُنکی کتاب اللہ سے تطبیق کرین پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے ۔

اور ان کے مخالف مولوی عبد اللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا ہی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالی قرآن کریم مین فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس جبکہ خدا تعالی کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے وابستہ ہے اور آنجناب کے عملی نمونون کے دریافت کے لیئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبد اللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثین محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے یہ قلت تدبر

کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے جس نے بہت سے لوگون کو دہوکا دیا ہے کیونکہ وہ یون تقسیم کرتے ہین کہ ہمارے ہاتہہ مین ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح کرسی پر بیٹھی ہین اور قرآن اُنکے سامنے ایک مستغیث کیطرح کہڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے ایسی تقریر سے بیشک ہر ایک کو دہوکا لگیگا کہ جبکہ حدیثین سو ڈیڈہ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کیگئی ہین اور انسانی ہاتہون کے مس سے وہ خالی نہین ہین اور باایہمہ وہ احاد کا ذخیرہ اور ظنی ہین اور ان مین قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکہتی ہین اور پہر وہی قرآن شریف پر قاضی بہی ہین تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیات کا ایک تودہ اور انبار ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہین ہے اور جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچہہ چیز نہین پس قرآن شریف تو یون ہاتہہ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی صاحب کے فتوون کے واجب العمل نہین اور متروک اور مہجور ہے اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکہتے ہین جنسے احتمال کذب کسیطرح مرتفع نہین کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہین ہوتا پس اس صورت مین نہ تو قرآن ہمارے ہاتہہ مین رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اسپر بہروسہ ہوسکے گویا دونوں ہاتہہ سے گئے یہ غلطی ہے جسنے اکثر لوگون کو ہلاک کیا *

اور صراط مستقیم جسکو ظاہر کرنیکے لئے مینے اس مضمون کو لکہا ہے یہ ہے کہ مسلمانون کے ہاتہہ مین اسلامی ہدایتون پر قایم ہونیکے لئے تین چیزین ہین (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑہکر ہمارے

نوٹ * مین جب اشتہار کو ختم کرچکا شاید دو تین سطرین باقی نہین تو خواب نے میرے پر زور کیا یہانتک کہ مین مجبوری کاغذ کو ہاتہ سے چہوڑ کر سو گیا تو خواب مین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آگئے مینے ان دونو کو مخاطب کرکے یہ کہا خسف القمر والشمس فی رمضان ۔ فبای آلاء ربکما تکذبان یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان مین گرہن لگ چکا پس تم ای دونون صاحبو کیون خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو ۔ پہر مین خواب مین اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کو کہتا ہون کہ آلاء سے مراد اس جگہ مین ہون ۔ اور پہر مینے ایک دالان کیطرف نظر اُٹہاکر دیکہا کہ اسمین چراغ روشن ہے گویا رات کا وقت ہے اور اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کہولکر اس سے یہ دونون فقرے نقل کر رہے ہین گویا اسی ترتیب سے قرآن شریف مین وہ موجود ہے اور انمین سے ایک شخص کو مینے شناخت کیا کہ میان نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری ہین ۔ منہ

ہاتھہ مین کوئی کلام قطعی اور یقینی نہین وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشون سے پاک ہی۔
(۲) دوسری **سنتہ** اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سی الگ ہوکر بات کرتے ہین یعنی ہم حدیث اور سنتہ کو ایک چیز قرار نہین دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنتہ الگ چیز۔ سُنتہ سے مراد ہماری صرف آنحضرتؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکہتی ہے اور ابتدا سے قرآن شریف کیساتھہ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھہ ہی رہیگی یا بہ تبدیل الفاظ یون کہہ سکتے ہین کہ قرآن شریف خدا تعالی کا قول ہے اور سنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہی کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگون کی ہدایت کیلئے لاتے ہین تو اپنی فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کردیتے ہین تا اس قول کا سمجہنا لوگون پر مشتبہ نرہے اور اس قول پر آپ بہی عمل کرتے ہین اور دوسرون سی بہی عمل کراتے ہین (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا **حدیث** ہی اور حدیث سی مراد ہماری وہ آثار ہین کہ جو قصّون کے رنگ مین آنحضرتؐ سی قریباً ڈیڑہ سو برس بعد مختلف راویون کے ذریعون سے جمع کئے گئے ہین پس سنّت اور حدیث مین ما بہ الامتیاز یہ ہی کہ سُنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتہہ تواتر رکہتا ہی جسکو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتہہ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب مین قرآن شریف سی دوسرے درجہ پر ہے اور جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کیلئے مامور تہے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئی بہی مامور تہے پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہی ایسا ہی سُنّتہ معمولہ متواترہ بہی یقینی ہے یہ دونون خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتہہ سی بجالائے اور دونون کو اپنا فرض سمجہا مثلاً جب نماز کیلئے حکم ہوا تو آنحضرتؐ نے خدا تعالی کے اس قول کو اپنے فعل سے کہولکر دکہلا دیا اور عملی رنگ مین ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہین اور مغرب کی یہ اور باقی نمازون کیلئے یہ یہ رکعات ہین ایسا ہی حج کرکے دکہلایا اور پہر اپنے ہاتہہ سے ہزارہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کرکے سلسلہ تعامل بڑی زور سی قایم کردیا پس عملی نمونہ جو ابتک اُمت مین تعامل کے رنگ مین مشہود و محسوس ہے اسیکا نام سنت ہی لیکن حدیث کو آنحضرت صلعم نے اپنی روبرو نہین لکہوایا اور نہ اسکے جمع کرنیکے لئی کوئی اہتمام کیا۔ کچہہ حدیثین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کی تہین لیکن پہر تقوی کے خیال سی اُنہون نے وہ سب حدیثین جلادین کہ یہ میرا سماع بلاواسطہ نہین ہی خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے پہر جب وہ دَور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پہیر دیا کہ حدیثونکو بہی جمع کرلینا چاہئے تب حدیثین جمع ہوئین اس مین شک نہین ہو سکتا کہ اکثر حدیثون کے جمع کرنیوالے بڑی متقی اور پرہیزگار تہے اُنہون نے جہانتک اُنکی طاقت مین تہا حدیثونکی تنقید کی اور ایسی حدیثون سی بچنا چاہا جو اُنکی رائے مین موضوعات مین سے تہین اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہین لی بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تہی

اسلئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی با اینہمہ یہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثین لغو اور نکمی اور بیفائدہ اور جہوٹی ہین بلکہ اُن حدیثون کے لکہنے مین اسقدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اسقدر تحقیق اور تنقید کیگئی ہے جو اسکی نظیر دوسرے مذاہب مین نہین پائی جاتی یہودیون مین بہی حدیثین ہین اور حضرت مسیح کے مقابل پر بہی وہی فرقہ یہودیونکا تہا جو عامل بالحدیث کہلاتا تہا لیکن ثابت نہین کیا گیا کہ یہودیون کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثین جمع کی تہین جیساکہ اسلام کے محدثین نے تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جبتک حدیثین جمع نہین ہوئی تہین اُسوقت تک لوگ نمازونکی رکعات سے بیخبر تہے یا حج کرنیکے طریق سے نا آشنا تہے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعہ سے اُنمین پیدا ہوگیا تہا تمام حدود اور فرائض اسلام انکو سکہلا دئے تہے اسلئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اُن حدیثونکا دُنیا مین اگر وجود بہی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کیگئین تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچہہ بہی حرج نہ تہا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے اُن ضرورتون کو پورا کردیا تہا تاہم حدیثون نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نور علیٰ نور ہوگیا اور حدیثین قرآن اور سنت کیلئے گواہ کیطرح کہڑی ہوگئین اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد مین پیدا ہوگئے اُنمین سے سچے فرقہ کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہلحدیث کیطرح حدیثونکی نسبت یہ اعتقاد رکہا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہین اور نیز اگر اُنکے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑین تو ایسا نہ کرین کہ حدیثون کے قصون کو قرآن پر ترجیح دیجاوے اور قرآن کو چہوڑ دیا جائے اور نہ حدیثون کو مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدہ کیطرح محض لغو اور باطل ٹہیرایا جائے بلکہ چاہئے کہ قرآن اور سُنت کو حدیثون پر قاضی سمجہا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہو اسکو بسر و چشم قبول کیا جاوے یہی صراط مستقیم ہے مبارک وہ جو اسکے پابند ہوتے ہین نہایت بدبخت[1] اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثونکا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنی درجہ کی حدیث ہو اُسپر وہ عمل کرین اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دین اور اگر حدیث مین کوئی مسئلہ نہ ملے

---

[1] آج رات مجہے رویا مین دکہایا گیا کہ ایک درخت باردار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پہلون سے لدا ہوا ہے اور کچہہ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی کو اُسپر چڑہانا چاہتی ہے جسکی جڑ نہین بلکہ چڑہا رکہی ہے وہ بوٹی افتیمون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اس درخت پر چڑہتی ہے اُسکے پہلون کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس لطیف درخت مین ایک کہچاہٹ اور بدشکلی پیدا ہوتی ہے اور جن پہلونکی اس درخت سے توقع کیجاتی ہے اُنکے ضائع ہونیکا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچہہ ضائع ہوچکے ہین تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گہبرایا اور پگہل گیا اور مینے ایک شخصکو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کہڑا تہا پوچہا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جسنے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ مین دبا رکہا ہے تب اُسنے جواب مین مجہے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہین جو قرآن کے مخالف ہین یا مخالف ٹہرائی جاتی ہین اور اُنکی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اسکو نقصان پہنچا رہی ہین۔ تب میری آنکھ کہل گئی چنانچہ مین آنکھ کہلتے ہی اسوقت جو رات ہے اس مضمونکو لکہہ رہا ہون اور اب ختم کرتا ہون اور یہ شنبہ کی رات ہے اور ۱۲ بجے کے بعد ۲۰ منٹ کم دو بجے کا وقت ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔م۔۶۔۱۔

اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کرلیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علما اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کیطرح بیوجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبداللہ کے اہلحدیث سے اقرب ہے اور عبداللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے یہی چاہئے کہ وہ عبداللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت کریں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے* اور چاہئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کیطرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبداللہ کیطرح تفریط کیطرف مائل ہوں بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیدیں جس سے قرآن متروک اور مہجور کیطرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے اُن حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلی ضایع ہو جائیں ایسا ہی چاہئے کہ نہ تو ختم نبوت آنحضرت صلعم کا انکار کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنی سمجھ لیں جس سے اس امت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جاوے۔ اور یاد رہے کہ **ہمارا یہ ایمان** ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اسکے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کیلئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیھا الی یوم القیمۃ ومن قال انی لست من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وادعی انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیل المنھمر فالقاہ وراءہ ولم یغادر حتی مات۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رُو سے اُن صلحاء کے حق میں **باپ** کے حکم میں ہیں جنکی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کیجاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا انکو بخشا جاتا ہے جیساکہ وہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کیلئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کیلئے سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنے جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے

* اسی زمانہ میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہوگا جو رسم پرست ... ہر ایک عرض عمر ذکری ... بذریعہ فاسقۂ علیہ ... الی الدنیا ولعبدوں فی تقشفا جو شخص قرآن کو ... کرے گا ... اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ منہ

کسی مرد کا باپ ہونا تھا سو لکن کے لفظ کے ساتھہ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جسکے یہ معنی ہین کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اُسی شخص کو ملیگا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مُہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت مین ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونیکا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جسکا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ مین ہے دور کیا جائے ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہین کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو اُمتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور اگر اس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ اُمت کی نفی کی جائے تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونون طور سے ابتر ٹھہرتے ہین نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھتا ہے۔

اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مستقلہ جو براہ راست ملتی ہے ※ اسکا دروازہ قیامت تک بند ہے اور جبتک کوئی اُمتی ہونے کی حقیقت اپنے اندر نہین رکھتا اور حضرت محمدیہ کی غلامی کیطرف منسوب نہین ہوتا تب تک وہ کسی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہین ہو سکتا تو اس صورت مین حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان سے اُتارنا اور پھر اُنکی نسبت تجویز کرنا کہ وہ اُمتی ہین اور اُنکی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہے کس قدر بناوٹ اور تکلف ہے جو شخص پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے اُسکی نسبت یہ کہنا کیونکر صحیح ٹھہریگا کہ اُسکی نبوت آنحضرت صلعم کے چراغ نبوت سے مستفاد ہے اور اگر اُسکی نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاد نہین ہے تو پھر وہ کن معنون سے اُمتی کہلائیگا اور ظاہر ہے کہ اُمت کے معنی کسی پر صادق نہین آ سکتے جبتک ہر ایک کمال اُسکا نبی متبوع کے ذریعہ سے اسکو حاصل نہ ہو پھر جو شخص اتنا بڑا کمال نبی کہلانے کا خود بخود رکھتا ہے وہ اُمتی کیونکر ہوا بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہوگا جسکے لئے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم رکھنے کی جگہ نہین اور اگر کہو کہ پہلی نبوت اُسکی جو براہ راست تھی دور کیجائیگی اور اب از سر نو باتباع نبوی نئی نبوت اُسکو ملیگی جیسا کہ منشاء آیۃ کا ہے تو پھر اس صورت مین یہی اُمت جو خیر الامم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے کہ انمین سے کوئی فرد

※ بعض نیم ملا میرے پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری دے رکھی ہے کہ تم میں تیس دجال آئیں گے اور ہر ایک اُنمیں سے نبوت کا دعوی کریگا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ اے نادانوں! بدنصیبو! اگیا تمہاری قسمت میں تیس ۳۰ دجال ہی لکھے ہوئے تھے۔ چودھوین صدی کا خُمس بھی گذرنے پر ہے اور خلافت کے چاند نے اپنی کمال کی چودہ منزلیں پوری کرلیں جسکی طرف آیت والقمر قدرناہ منازل بھی اشارہ کرتی ہے اور دنیا ختم ہونے لگی مگر تم لوگوں کے دجال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شاید تمہاری موت تک تمہارے ساتھہ رہینگے۔ اے نادانوں وہ دجال جو شیطان کہلاتا ہے وہ خود تمہارے اندر ہے اسلئے تم وقت کو نہیں پہچانتے آسمانی نشانوں کو نہیں دیکھتے۔ مگر تم پر کیا افسوس وہ جو میری طرح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اُسکا نام بھی خبیث یہودیوں نے دجال ہی رکھا تھا فالقلوب تشابهت اللّهم ارحم۔ منہ

ہمین اتباع نبوی اس مرتبہ ممکنہ کو پہنچ جائے اور حضرت عیسیٰ کو آسمان سے آتارنیکی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اگر امتی کو بذریعہ
انوار محمدی کمالات نبوت ملسکتے ہین تو اس صورت مین کسی کو آسمان سے آتارنا اصل حقدار کا حق ضائع کرنا ہی اور
کون مانع ہی جو کسی امتی کو یہ فیض پہنچایا جائے تا نمونہ فیض محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہی کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنی رکہتا ہی
مثلاً ایک شخص سونا بنانیکا دعوی رکہتا ہی اور سونے پر ہی ایک بوٹی ڈالکر کہتا ہی کہ لو سونا ہوگیا اس سے کیا یہ ثابت
ہوسکتا ہے کہ وہ کیمیا گر ہے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کمال تو اسمین تہا کہ امتی کو وہ درجہ ورزش اتباع سے
پیدا ہوجاوے ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پاچکا ہے امتی قرار دینا اور پہر یہ تصور کرلینا کہ جو اسکو مرتبہ نبوت
حاصل ہی وہ بوجہ امتی ہونیکے ہی نہ خود بخود یہ کس قدر دروغ بیفروغ ہی بلکہ دونون حقیقتین متناقض ہین کیونکہ حضرت
مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہی کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکو حاصل ہی اور پہر اگر حضرت عیسیٰ
کو امتی بنایا جاوے جیسا کہ حدیث اماکم منکم سے مترشح ہی تو اسکی یہ معنی ہونگی کہ ہر ایک کمال انکا نبوت محمدیہ سے مستفاض
ہے وراہی ہم فرض کرچکے تہے کہ کمال نبوت انکی کا چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاض نہین ہی اور یہی اجتماع نقیضین ہے
جو بالبداہت باطل ہے اور اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ امتی تو کہلا ئینگے مگر نبوت محمدیہ سے انکو کچھہ فیض نہ ہوگا تو اس صورت مین امتی
ہونیکی حقیقت انکی نفس مین سے مفقود ہوگی کیونکہ ابہی ہم ذکر کر آئے ہین کہ امتی ہونیکے بجز اسکے اور کوئی معنی نہین کہ تمام کمال
اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکہتا ہو جیسا کہ قرآن شریف مین جا بجا اسکی تصریح موجود ہے اور جبکہ ایک امتی کیلئے یہ دروازہ کہلا
ہے کہ اپنی نبی متبوع سے یہ فیض حاصل کرے تو پہر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکہنا کس قدر حمق ہی اور وہ
شخص کیونکر امتی کہلا سکتا ہی جسکو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہین اسجگہ بعض نادانون کا یہ اعتراض بہی دفع ہوجاتا ہی کہ وحی الہی کے
دعوے کو یہ امر مستلزم ہی کہ وہ وحی اپنی زبان مین ہو عربی مین - کیونکہ اپنی مادری زبان اُس شخص کیلئے لازم ہی جو مستقل طور پر
بغیر استفادہ مشکوٰۃ نبوت محمدی کے دعوی نبوت کرتا ہی لیکن جو شخص بحیثیت ایک امتی ہونیکے فیض نبوت محمدیہ سے اکتساب
انوار نبوت کرتا ہے وہ مکالمہ الٰہیہ مین اپنی متبوع کی زبان مین وحی پاتا ہی تا تابع اور متبوع مین ایک علامت ہو جو انکے باہمی
تعلق پر دلالت کرے افسوس حضرت عیسیٰ پر ہر ایک طرح سے یہ لوگ ظلم کرتے ہین اول بغیر تصفیہ اعتراض لعنت کے انکے جسم کو آسمان پر
چڑہاتے ہین جس سے اصل اعتراض یہود یون کا انکے سر پر قائم رہتا ہی دوسرے کہتے ہین کہ قرآن مین انکی موت کا کہین ذکر نہین گویا
انکی خدائی کیلئے ایک وجہ پیدا کرتے ہین تیسرے نامردی کی حالت مین آسمان کی طرف انکو کہینچتے ہین جس نبی کے ابہی بارہ
حواری بہی زمین پر موجود نہین اور کار تبلیغ ناتمام ہی اُسکو آسمان کی طرف کہینچنا اسکے لئے ایک دوزخ ہی کیونکہ روح اسکی تکمیل تبلیغ
کو چاہتی ہے اور اسکو برخلاف مرضی اسکے آسمان پر بٹہایا جاتا ہی مین اپنے نفس کی نسبت دیکہتا ہون کہ بغیر تکمیل اپنے کام

٧ کے اگر مین زندہ آسمان پر اٹہایا جاؤن اور گو ساتوین آسمان تک پہنچایا جاؤن تو مین اسمین خوش نہین ہون کیونکہ جب میرا کام ناقص رہا تو مجھے کیا خوشی ہوسکتی ہی ایسا ہی انکو بہی آسمان پر جانے سے کوئی خوشی نہین محض طور پر ایک ہجرت
ہی جسکو نادانون نے آسمان قرار دیدیا خدا ہدایت کرے والسلام علی من اتبع الہدیٰ - المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی